"المحلی میں ابن حزم کا منہج استدلال" تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Ibn-e-Ḥazam's Methodological Rationale in Al-Moḥallā

Hafiz Abdus Salam
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur: ab.samar786@gmail.com
Abdul Ghaffar
Associate Prof, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur:abdul.ghaffar@iub.edu.pk

Abstract:

The famous Andalus scholar Abu Muḥammad ʿAlī bin Aḥmad bin Ḥazam al-Ẓāhirī's book "al-Moḥallā" is not only considered the foundation but also, it is the centre of comparative Islāmic law. No book can be useful unless its author's methodology is known. Ibn-e-Ḥazam "al-Moḥallā" has been popular among knowledge seekers of all the ages because of its discussion on fiqh. However, this is also above board that this book has not been availed in the true sense. The reason might be its methodology which has not properly been interpreted. In this brief article, a comprehensive methodological analysis of "al-Moḥallā" has been presented. In this article, after a brief introduction of "al-Moḥallā" its methodology has been depicted. Some aspects have particularly been mentioned in the methodology; e.g, to what extent has Ibn-e-Ḥazam reasoned from Ḥadīth, Ijmāʿ & logic! In what way the opinion of the opponent has been negated so that the reader may not find any difficulty in the comprehension of the book: particularly the student of Islāmic Fiqh who presents the analysis of comparison & contrast.

Keywords: Fiqh e Ẓāhirī, Fiqh e Muqāran, Istidlāl, Naṣūṣ, Qayās.

اسلامی ذخیرہ کتب میں "المحلیٰ" ایک بلند پایہ کتاب ہے۔ امام ابن حزم ظاہری (۳۸۴ھ۔۴۵۶ھ) کی یہ کتاب فقہی مسائل اور معلومات دینیہ کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس میں صرف فقہ ظاہری کی جزئیات اور فروعات کو ہی جمع نہیں کیا گیا بلکہ مذاہب اربعہ کے اُصولی اور فروعی مسائل کو بھی یہ کتاب جامع ہے۔ گویا فقہ مقارن پر یہ ایک شاندار کتاب ہے۔ اس سے مکمل استفادہ کے لیے اس کے اسلوب اور ابن ابن حزم کے استدلال سے واقفیت از حد ضروری ہے۔ کیونکہ کسی بھی کتاب سے اُس وقت تک بھرپور فائدہ نہیں اُٹھایا جاسکتا جب تک اُس کے منہج واسلوب اور اس کے مصنف کے طرزِ استدلال سے واقفیت حاصل نہ ہو۔

اگرچہ امام ابن حزم اور المحلی پر مختلف حوالوں سے وقیع تحقیقی کام ہو چکا ہے۔ بہت سارے تحقیقی مقالہ جات، مضامین اور انٹرنیٹ پر پڑا مواد اس کا واضح ثبوت ہے۔ احمد سہیل کا ایک مضمون "عالم عرب واسلام کی ایک متنازعہ علمی شخصیت ابن حزم" کے عنوان سے مجلّہ "مکالمہ" میں چھپ چکا ہے۔ "فقہ ظاہری اور امام ابن حزم" کے عنوان سے چودھری طالب حسین کا ایک جامع مضمون مجلّہ "صدائے مسلم" میں شائع ہو چکا ہے۔ اسی طرح علامہ یوسف بنوری کا مفصل مضمون بعنوان "فقہ حدیث کی نظر میں اور مذہب طاہریہ پر ایک نظر" علمی حلقوں سے داد وصول کر چکا ہے۔ "امام ابن حزم اور جمہور علماء کے تصور اجتہاد کا تقابلی جائزہ" کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ بھی موجود ہے۔ الغرض ابن حزم کے افکار و نظریات کے مختلف پہلوؤں پر متعدد مضامین لکھے جا چکے ہیں۔ انٹرنیٹ پر ابن حزم کے حوالے سے عربی میں لکھے گئے قریباً پچاس تحقیقی مقالات کی فہرست دی گئی ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ عبد القادر نے ابن حزم کے اقتصادی افکار پر "الفکر الاقتصادی الاسلامی لدی الامام ابن حزم" کے زیر عنوان پنجاب یونیورسٹی پی۔ ایچ۔ڈی کا مقالہ تحریر کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اُردو زبان میں ابن حزم پر تھوڑا بہت لکھا گیا ہے لیکن اُن کی کتاب المحلی پر نہ ہونے کے برابر کام ہوا ہے۔ خاص طور پر المحلیٰ میں ابن حزم کے منہج استدلال کا تفصیلی جائزہ پیش نہیں کیا گیا۔

زیرِ نظر مقالہ تحریر کرنے سے درج ذیل مقاصد کا حصول مقصود ہے:

۱۔ المحلی کا مختصر تعارف پیش کرنا۔

۲۔ اس میں امام ابن حزم کے مناہج کو اجاگر کرنا۔ مسائل فقہیہ لانے میں اُن کا منہج، مخالف کی رائے کو رد کرنے میں اُن کا منہج، حدیث کے حوالے سے اُن کا منہج واضح کرنا اور مصادرِ علمیہ کی حیثیت پر روشنی ڈالنا۔

۳۔ فقہ مقارن سے دلچسپی رکھنے والوں کی توجہ اس طرف مبذول کرانا کہ ائمہ اربعہ کی فقہ کے ساتھ فقہ ظاہری کو بھی شاملِ مطالعہ کیا جائے تاکہ عصرِ حاضر کے اجتہادی مسائل کے حل میں معاون ثابت ہو۔

۴۔ مسالک کے مابین فکری ہم آہنگی کی راہ ہموار کرنا۔

زیرِ نظر مقالہ میں تنقیدی وتجزیاتی طریق تحقیق کو اختیار کیا گیاہے۔ ابن حزم کا منہج پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کا تحلیل و تجزیہ بھی کیا گیاہے۔ حوالہ جات اور حواشی طے شدہ طریق کار کے مطابق درج کیے گئے ہیں۔ حوالہ جات میں پہلے مصنف کا نام، پھر کتاب کا نام، پھر کتاب کی جلد اور صفحہ درج کیا گیا ہے، مطبوعہ اور سنِ اشاعت بھی دے دیا گیاہے۔ آیات کے حوالہ سے پہلے سورۃ کا نام، پھر کولن لگا کر آیت نمبر درج کیا گیاہے۔ حدیث کا نمبر درج کیا گیاہے۔ مصادر اصلیہ اور مختلف علمی ویب سائٹس سے بھرپور استفادہ کیا گیاہے۔

المحلی کا مختصر تعارف:

بعض مصادرِ علمیہ میں المحلی کا پورا نام اس طرح درج ہے، "المحلى بالآثار فى شرح المجلى بالاختصار" [1] * ابن حزم ظاہری (۳۸۴ھ-۴۵۶ھ) کی حلال و حرام کے احکام کے متعلق تصنیف کردہ چار کتابوں میں سے ایک کتاب المحلی ہے۔ ان چاروں میں سب سے بڑی کتاب کا نام "الايصال الى فهم الخصال" ہے ۔ ابن حزم(۳۸۴ھ-۴۵۶ھ) کی یہ کتاب دراصل ان کی ایک اور کتاب "الخصال الحافظ لجمل شرائع الاسلام " کی تفصیل اور شرح ہے۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں: "ولإبن حزم مصنفات جليلة اكبرها كتاب الايصال الى فهم كتاب الخصال فى خمسة عشر الف ورقة" [2] "ابن حزم کی جلیل القدر تصانیف ہیں۔ اُن میں سب سے بڑی کتاب ”الایصال الی فہم کتاب الخصال“ ہے۔ جو پندرہ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔““ان میں

---

[1]۔ البغدادی، اسماعیل باشا، ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، داراحیاء التراث العربی، بیروت، س ن، ج۴، ص۴۴۴؛ البغدادی، اسماعیل باشا، ھدیۃ العارفین، داراحیاء التراث العربی، بیروت، س ن، ج۱، ص۴۹۰

Al-Baghdādī, Ismā'īl bāshā, Eīḍāḥ al-Maknūn fī al-zail 'Alā Kashaf al-ẓunūn, dār iḥyā' al-turāth al-'arabī, Beirūt, vol.4, p.444؛ Al-Baghdādī, Ismā'īl bāshā, Hadyatul 'Ārifīn , dār iḥyā' al-turāth al-'arabī, Beirūt, vol.1, p.490

* امام ذہبی نے اس کا نام اس طرح درج کیا ہے "المحلی فی شرح المجلی بالحجج والآثار" سیر اعلام النبلا18/ 195

[2]۔ الذہبی، شمس الدین، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، دارالحدیث، القاہرہ، الطبعۃ:۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶م، ج۸، ص۱۹۳

Al-Ḍahbī, Shamas-ul-Dīn, Muḥammad bin Aḥmad, Sīyar A'lām al-Nubalā', Dār ul-Hadīth, al-Qāhirah, 2006, vol. 8, p.193

سے درمیانے درجے کی کتاب "الخصال الجامعة لجمل شرائع الاسلام" ہے یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔ سب سے چھوٹی کتاب "المجلی" ہے جو کہ ایک جلد میں ہے۔ اس میں فقہی مسائل کو انتہائی اختصار کے ساتھ بیان کیا گیاہے۔ گویا یہ کتاب فقہ ظاہری کا ایک متن ہے۔[3]

المحلی کے علاوہ باقی کتب اندلس میں مسلمانوں کے علمی خزانہ سے ضائع ہو گئی تھیں۔ البتہ "المجلی" کو "المحلی" سے نکال کر علیحدہ کرنا ممکن ہے۔

"المحلی" امام ابن حزم کی سب سے زیادہ مشہور کتاب شمار کی جاتی ہے۔ اسی کتاب کی نسبت سے ظاہری مذہب پہچانا جاتا ہے۔ یہ المجلی کی مختصر شرح ہے جیسا کہ خود ابن حزم نے اس کے مقدمے میں درج کیا ہے" فانكم رغبتم ان نعمل للمسائل المختصرة التى جمعنا ها فى كتابنا الموسوم "المحلى"شرحاً مختصراً ايضا نقتصر فيه على قواعد البراهين بغير اكثار "[4]"بے شک تم رغبت رکھتے ہو کہ ہم اُن مسائل پر عمل کریں جو اختصار سے ہم نے اپنی کتاب المحلیٰ میں جمع کر دیے ہیں جو خود ایک مختصر شرح بھی ہے، اُس میں دلائل کے کوائف پر اقتصار کریں گے"۔

لہذا المحلی، المجلی کی مستقل شرح ہے۔ "الایصال" کی کوئی تلخیص نہیں ہے۔ ابو عبدالرحمن ظاہری (۱۳۵۷ھ ت) کہتے ہیں "مجھ پر یہ بات واضح ہوئی کہ المحلی ابن حزم کی مستقل تالیف ہے نہ کہ "الایصال" کا اختصار ہے۔ امام ابن حزم نے وصیت کی تھی کہ "المحلی کو الایصال سے مکمل کرنا"۔ اس جملہ سے بعض لوگوں کو مغالطہ

3۔ الذھبی، شمس الدین، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، دارالحدیث، القاھرہ، الطبعۃ،۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶م، ج۱۸، ص۱۹۳؛ الحموی ، یاقوت بن عبداللہ، معجم الادباء، المکتبہ الشاملۃ، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۳م، ج۴، ص۱۴۵۷

Al-Ḍahbī, Shamas ul-Dīn, Muḥammad bin Aḥmad, Sīyar A'lām al-Nubalā', Dār ul-Hadīth, al-Qāhirah, 2006, vol.18, p.193؛ Al-Ḥamavī, Yāqūt bin 'Abdullah, Mo'jam ul-udabā', al-maktabah al-shāmalah, 1993, vol.4, p.1457

4۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، المحلی بالآثار، دار ابن حزم، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶م، ج۱، ص۲۹۱

Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, 'Alī bin Aḥmad, al-Moḥallā bil Āthār, Dār Ibn-e-Ḥazam, Beirūt, al-ṭaba'tah al-aolā, 2016, vol.1, p.291

ہوا۔ انہوں نے "الایصال" کا اسے اختصار سمجھ لیا حالانکہ ابن حزم کے کلام سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ "الایصال" کا اختصار ہے۔[5]

ابن حزم نے المحلی کو شروع سے لے کر مسئلہ نمبر 2034 تک تحریر کیا تھا پھر ان کے بیٹے ابو رافع نے اپنے والد کی ہی تالیف الایصال کی مدد سے اسے مکمل کیا۔ ابن خلیل نے اس کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے کہ ابو رافع کا اسلوب اس کے تکملہ میں کوئی قابل تحسین نہیں ہے بلکہ المحلی کے منہج کے خلاف ہے۔ تکملہ میں ابو رافع نے المحلی کو بطورِ متن پیش نظر رکھا ہی نہیں ہے۔ اس لیے ابن خلیل نے اس کے متعلق ایک کتاب لکھی جس کا نام رکھا" القدح المعلی فی اکمال المعلی"۔

المحلی کی اہمیت اور اس کا علمی مقام:

اسلام کے علمی ورثے میں المحلی بالآثار ایک اہم اور انتہائی قابلِ قدر کتاب ہے۔ متقدمین اور متاخرین علماء اس کتاب کی تعریف کرتے چلے آئے ہیں اور ہر دور کے محققین کا یہ کتاب ماخذ رہی ہے۔ امام ابن حزم کی قوتِ استدلال اور اصول و فروع پر عبور قاری کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ بعض شاذ مسائل کا پایا جانا اس کتاب کی صحت پر قدح کا باعث نہیں بن سکتا کیوں کہ شارع علیہ السلام کے علاوہ ہر امتی کا کلام قبول بھی کیا جاسکتا ہے اور رد بھی۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام(۵۷۷ھ۔۶۶۰ھ) فرماتے ہیں:"مارایت فی کتب الاسلام فی العلم مثل " المحلی" لابن حزم و "کتاب المغنی" للشیخ موفق الدین"-

"میں نے کتب اسلام میں ابن حزم کی المحلی اور شیخ موفق الدین(۵۴۱ھ۔۶۲۰ھ) کی المغنی جیسی کوئی کتاب نہیں دیکھی"۔[6]

5۔ الظاھری، ابوعبدالرحمن بن عقیل، ابن حزم خلال الف عام، دارالغرب الاسلامی، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲م، ج۱، ص۱۵۰

Al-Ẓāhirī, Abu ʻAbd ul-Reḥmān bin ʻAqīl, Ibn-e-Ḥazam Khilāl Alif ʻAām, Dār ul-Gharab al-Islāmī, Beirūt, al-ṭabaʻtah al-aolā, 1982, vol.1, p.150

6۔ الذھبی، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، دارالحدیث، القاھرہ، الطبعۃ، ۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶م، ج۸، ص۱۹۳؛ العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، لسان المیزان، دارالبشائر الاسلامیہ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۲۰۰۲م، ج۴، ص۲۴۳

امام ذہبی(۶۷۳ھ-۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:"وکتاب المحلی فی شرح المجلی فی ثمانیة اسفار فی غایة التقصی"۔"المحلی انتہائی علمی اور تحقیقی کتاب ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے"۔[7] المحلی نہ صرف ایک فقہی کتاب ہے بلکہ بہت سارے فنون کا انسائیکلوپیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر ایک عظیم فقیہ، مفسر، محدث اور لغوی کی وسعت علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ محمد منتصر کتّانی(۱۳۳۲ھ-۱۴۱۹ھ) لکھتے ہیں:

"المحلی میں درج علوم و معارف کو اگر ہم اجزاء کی صورت میں الگ درج کرنا چاہیں تو الگ ایک جلد اس میں سے ابن حزم کی ثقاہت کے متعلق تیار ہو جائے گی، ایک جلد احکام القرآن کے متعلق، ایک جلد احکام الحدیث کے بارے میں، ایک جلد مسند ابن حزم کے نام سے حدیث نبوی پر اور یک جلد صحابہ و تابعین کے اقوال وآثار کے متعلق تیار ہو جائے گی۔ ایک جلد تبع تابعین سے لے کر پانچوں صدی کے نصف آخر کے حضرات کے اقوال پر مشتمل ہو گی ۔ اور دو جلدیں فقہ شافعی و دیگر مذاہب کے رد میں تیار ہو جائیں گی"۔[8]

مختلف فقہی مسائل کے ضمن میں جو آثار و اقوال لائے گئے ہیں ان سے اس کتاب کی اہمیت اور اجاگر ہو جاتی ہے۔ ابن حزم کوئی بھی فقہی مسئلہ ذکر کرتے ہیں تو اُس کے متعلق صحابہ و تابعین کے جملہ اقوال وآثار بھی ساتھ درج کر دیتے ہیں۔ اگرچہ بہت سارے مصادر اب مفقود ہو چکے ہیں۔

المحلی میں امام ابن حزم کا منہج استدلال

امام ابن حزم کے منہج استدلال کو سطور ذیل میں بیان کیا گیا ہے جس سے ان کی علمی وسعت اور قوت استدلال کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انہیں اس ضمن میں کتنا عبور حاصل تھا۔

Al-Ḍahbī, Muḥammad bin Aḥmad, Sīyar A'lām al-Nubalā', Dār ul-Hadīth, al-Qāhirah, 2006, vol.8, p.193؛ Al-'Asqalānī, Aḥmad bin 'Alī bin Ḥajar, Lisān ul-Mīzān, Dār ul-Bashā'ir al-Islāmiyah, Beirūt, al-ṭaba'tah al-aolā, 2002, vol.4, p.243

[7]۔ الذہبی، محمد بن احمد، تاریخ الاسلام، المکتبہ التوفیقیہ، بیروت، س ن، ج ۳۰، ص ۳۰۴

Al-Ḍahbī, Muḥammad bin Aḥmad, Tārīkh-ul-Islām, al-Maktabah al-Tofīqiyah, Beirūt, vol.30, p.304

[8]۔ الکتانی، محمد المنتصر باللہ، معجم فقہ ابن حزم الظاہری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۲۰۰۹م، ص ۲

Al-Katānī, Muḥammad al-Muntaṣir Billāh , Mo'jam Fiqha Ibn-e-Ḥazam al-Ẓāhrī, Dār ul-kutab al-'Ilmiyah, Beirūt, al-ṭaba'tah al-aolā, 2009, p.2

1۔مسائل فقہیہ میں منہج استدلال

ابن حزم نے المحلی کو مختلف کتابوں میں تقسیم کر دیا ہے پھر ہر کتاب فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ زیادہ تر مسائل مستقل حیثیت رکھتے ہیں۔ بہت کم ایسے مسائل ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ منضبط اور مربوط ہیں۔ امام ابن حزم نے المحلی کے آغاز میں ایک کتاب کے تحت اپنا عقیدہ اور بعض اہم مسائل کے اصول درج کیے ہیں۔ پھر کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلوہ سے فقہی مسائل شروع کئے ہیں اور آگے چلتے گئے ہیں۔ مگر اس کتاب کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ ابن حزم کا طریقہ کار اس طرح ہے کہ سب سے پہلے "المحلی" کے نفس مسئلہ کو ذکر کرتے ہیں۔ پھر دلائل وبراہین سے اس مسئلے کو مبرہن کرتے ہیں۔ اس کے بعد مخالفین کی آراء ذکر کرتے ہوئے ان کا بطلان کرتے ہیں یہاں تک کہ ابتداء میں لائے گئے مسئلے کی صحت کو ثابت کر کے چھوڑتے ہیں۔

ابن حزم نے یہی اسلوب اختیار کیا ہے اور کتاب کی ابتدائی مجلدات میں اس کا التزام بھی کیا ہے۔ پھر بعد میں اسے مکمل طور پر برقرار نہیں رکھ سکے۔ اور یہ کوئی عیب بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ اصلِ کتاب اور اس کی شرح کے وہ خود مولف ہیں۔ انہیں اس چیز کا اختیار ہے بالخصوص بعض مسائل ایسے ہیں کہ دوران شرح حذف واضافہ ان میں ضروری تھا ایسی صورت میں ان کا المحلی کے مسائل کے ساتھ مقید رہنا ممکن نہ تھا۔اس کے ساتھ بہت سارے جدید مسائل کا انہوں نے اضافہ بھی کیا ہے۔ کسی جدید مسئلہ کے اضافہ کی صورت میں وہ کبھی تو صرف کلمہ "مسئلۃ" ذکر کر دیتے ہیں پھر اس کے متعلق اختلاف آئمہ بیان کرتے ہوئے اس پر نقد وجرح کرتے ہیں مختلف اقوال میں سے جو قول صحت کے قریب ہوتا ہے اسے لے لیتے ہیں۔ بلاشبہ یہ المحلی کا منہج نہیں ہے۔ اور کبھی کلمہ "مسئلۃ" ذکر کر کے اس مسئلے کے متعلق وارد شدہ آثار وروایات لاتے ہیں اور نفس مسئلہ تک محدود نہیں رہتے اگرچہ دورانِ شرح ہی کیوں نہ ہو اور اصل مسئلہ اخبار وروایات کے سیاق سے سمجھا جاتا ہے۔

عموماً کسی مسئلہ کے آغاز میں وہ اپنی رائے کا ذکر بہ ایں الفاظ کرتے ہیں۔(قال علی) یا(قال ابو محمد) پھر اپنی اس فقہی رائے پر کتاب وسنت سے دلائل قائم کرتے ہیں اور ممکن حد تک اسے دلائل عقلیہ سے مئوید کرتے ہیں اگر اس کے متعلق صحابہ و تابعین کے آثار موجود ہوں تو وہ بھی لاتے ہیں کسی بھی مسئلہ میں ذکر کردہ زیادہ تر احادیث و آثار وہ ہوتے ہیں جن کی سند متصل ہوتی ہے۔ البتہ کبھی کبھی اپنی سند سے بھی کوئی روایت ذکر کر دیتے ہیں اور کبھی بلاسند بھی درج کر دیتے ہیں اور کبھی اشارہ کر دیتے ہیں یہ روایت سند کے ساتھ پہلے گزر چکی ہے اکثر اس کتاب اور مسئلہ کا ذکر بھی کر دیتے ہیں جس میں وہ روایت آئی ہو۔ زیر بحث مسئلہ میں موافقت رکھنے والے صحابہ و

تابعین اور دیگر اہل علم حضرات کا ذکر بھی کر دیتے ہیں۔ اپنے مخالفین بالخصوص حنفیہ اور مالکیہ کے ذکر کی کوئی نہ کوئی راہ ضرور نکال لیتے ہیں۔ ان کے اقوال کو رد کرتے ہوئے ان کا شد و مد سے ابطال کرتے ہیں۔ خود کسی امام کی تقلید نہیں کرتے بعض لوگوں نے انہیں مجتہد مطلق کا درجہ دیا ہوا ہے۔

استنباطِ احکام میں ابن حزم کے معتمد اصول

المحلی میں ابن حزم کا منہج استدلال وہی ہے جو انہوں نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے بالخصوص " الاحکام فی اصول الاحکام " میں بیان کیا ہے اپنے مخالفین سے مناقشہ کے دوران اور اپنے مذہب کی تائید میں اس اسلوب سے انہوں نے خوب استفادہ کیا ہے۔ ابن حزم اکثر یوں کہتے ہیں۔"یقول ابن حزم: الاصول التی لا یعرف شیئ من الشرائع الامنہا اربعة، وھی: نص القرآن ، و نص کلا م رسول الله صلی الله علیه وسلم الذی انما ھو عن الله تعالیٰ مما صح عنه ونقله الثقات او التواتر اواجماع جمیع علما الامة او دلیل منہا لا یحتمل الا و جھاً واحدا"۔[9] "ابن حزم کہتے ہیں: وہ اُصول جن سے احکام شرع معلوم کیے جاتے ہیں، چار ہیں: نص قرآنی، نص کلام رسول ﷺ جو آپ نے اللہ تعالیٰ کی روایت کیا ہو اور اُسے فقہ راویوں نے نقل کیا ہو یا وہ متواتر ہو، جمیع علمائے امت کا اجماع اور دلیل جو صرف ایک وجہ کا احتمال رکھتی ہو۔"لہٰذا ابن حزم کے فقہی استدلال کے مستند اصول یہ ٹھہرے:

1۔ کتاب اللہ 2۔ سنت صحیحہ متواترہ اور اخبار احاد 3۔ اجماع 4۔ نص اور اجماع سے ماخوذ دلیل ۔ اس کی وضاحت درج ذیل ہے۔[10]

اجماع سے ماخوذ دلیل چار اقسام میں منقسم ہیں۔

1۔ استصحاب حال 2۔ اقل ما قیل 3۔ کسی قول کے ترک پر اجماع

4۔ حکم میں تمام مسلمانوں کی مساوات پر اجماع

9۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، الاحکام الی اصول الاحکام، دار الآفاق الجدیدہ، بیروت، س ن، ج ۱، ص ۸۱

Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, ʻAlī bin Aḥmad, al-Aḥkām ilā usūl al-Aḥkām, Dār ul-Āfāq al-Jadīdah, Beirūt, vol.1, p.81

10۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، الاحکام الی اصول الاحکام، دار الآفاق الجدیدہ، بیروت، س ن، ج ۵، ص ۱۰۴

Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, ʻAlī bin Aḥmad, al-Aḥkām ilā usūl al-Aḥkām, Dār ul-Āfāq al-Jadīdah, Beirūt, vol.5, p.104

نص سے ماخوذ دلیل کی چار اقسام ہیں

1۔ دلیل جو نص کے ایسے دو مقدمات پر مشتمل ہو جس کا نتیجہ دونوں مقدمات میں سے کسی میں بھی صراحت سے مذکور نہ ہو۔ مثال کے طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "كل مسكر خمر وكل خمر حرام"[11]"ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے"۔

پہلا مقدمہ: ہر مسکر خمر ہے　　دوسرا مقدمہ: ہر خمر حرام ہے　　نتیجہ: ہر مسکر حرام ہے

مندرجہ بالا نص کے دونوں مقدمات اس حکم پر واضح دلیل ہیں کہ ہر مسکر حرام ہے اس حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ ہر مسکر حرام ہے لیکن نص کے مقدمات سے یہی نتیجہ ماخوذ ہوتا ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

2۔ ایسی شرط جو کسی وصف سے مشروط ہو جب بھی یہ وصف پایا جائے تو اس شرط کا حکم واجب ہو گا۔

3۔ تیسری قسم وہ لفظ ہے جس کا ایسا معنی مراد لیا جاتا ہے جسے کسی دوسرے لفظ میں بھی ادا کیا جا سکتا ہو۔ جیسے ضیغم، اسد، لیث، ضرغام اور عنبسہ۔ یہ سارے اسماء ہیں ان سب کا معنی ایک ہے اور وہ اسد ہے۔

4۔ دلیل کی چوتھی قسم یہ ہے کہ اگر کسی چیز کی تمام اقسام سوائے ایک کے باطل ہوں تو صرف وہ ایک قسم صحیح ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی چیز حرام ہو تو اس پر حرام کا حکم نافذ ہوتا ہے۔ اگر کوئی چیز فرض ہے تو اس کے لیے فرض کا حکم ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی چیز مباح ہوتی ہے تو وہ چیز صرف مباح ہو گی۔ فرض یا حرام نہیں ہوتی۔

5۔ دلیل کی پانچویں قسم "قضایا مداجہ" ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اوپر والا درجہ اپنے نیچے والے درجہ پر فوقیت رکھتا ہے اگرچہ اس پر کوئی نص نہ آئی ہو۔ مثلاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ سے افضل ہیں اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ تو بلاشبہ حضرت صدیق حضرت عثمان سے افضل ہیں۔

11۔ النیساپوری، مسلم بن الحجاج، الصحیح المسلم، المکتبہ الشاملۃ، ۲۰۰۳

Al-Nīsāpurī, Muslim bin al-Ḥajjāj, al-Ṣaḥīḥ al-Muslim, al-maktabah al-shāmalah, 2003

6۔ دلیل کی چھٹی قسم یہ ہے کہ یہ نص ہو! ہر مسکر حرام ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ بعض محرمات مسکر ہیں۔ علماء نے اس چیز کو حدود کلام میں "عکس قضایا" کا نام دیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ کلیہ موجبہ ہمیشہ کلیہ جزئیہ کے برعکس ہوتا ہے۔

7۔ دلیل کی قسم وہ لفظ ہے جس میں متعدد معانی جمع ہو جائیں مثلاً اس قول "زید لکھتا ہے" سے ثابت ہوتا ہے کہ زید زندہ ہے وہ سلیم الاعضا ہے جنہیں وہ بروئے کار لاتا ہے اور لکھتا ہے۔

2۔ ظاہر نص کے ساتھ استدلال کا التزام

ابن حزم کہتے ہیں کہ الفاظ کو ان کے ظاہر مفہوم پر محمول کرنے کی دلیل آیات ہیں: "بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ[12] وَمَآ اَرْسَلْنَا[13]"۔

پس قرآن و سنت کے الفاظ کو ان کے ظاہر مفہوم و موضوع پر محمول کرنا ہی ہمارے لیے بیان ہے۔ جس نے کسی نص اور اجماع کے بغیر ظاہر معنی سے ہٹ کر تاویل کی اس نے خدا اور رسول پر افترا باندھا اور قرآن کی مخالفت کی اور کلمات قرآنیہ کو ان کے مواضع سے پھیر دیا۔[14]

معلوم ہوا ابن حزم تاویل اور ظاہر نصوص سے عدول کے اس وقت قائل ہیں جب اس پر نص قرآن، حدیث صحیحہ یا اجماع کی صورت میں کوئی دلیل قائم ہو جائے۔ "الاحکام" میں ایک جگہ خود بیان کرتے ہیں۔

"والتاویل نقل اللفظ عما اقتضاه ظاهره وعما وضع له في اللغة الیٰ معنیٰ اٰخر فان کان نقله قد صح ببرهان وکان ناقله واجب الطاعة فهو حق وان کان نقله بخلاف ذلک اطرح ولم یلتفت الیه وحکم لذلک النقل بانه باطل"[15] "یعنی تاویل کا معنی ہے لفظ کو اس معنی سے پھیر دینا ظاہر جس کا

---

[12] الشعراء:۲۶:۱۹۵

al-Qur'ān 26:195

[13] ابراهیم:۱۴:۴

al-Qur'ān 14: 4

[14]۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، النبذ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۰۵ھ، ص ۴۱، ۴۲

Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, 'Alī bin Aḥmad, al-Nubaz, Dār ul-kutab al-'Ilmiyah, Beirūt, al-ṭaba'tah al-aolā, 1405, p.41,42

[15]۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، الاحکام الی اصول الاحکام، دار الآفاق الجدیدہ، بیروت، س ن، ج ۱، ص ۴۳

تقاضا کر رہا ہو اور وہ اس کا وضعی معنی بھی ہو۔ اگر اس معنی کا پھیرنا کسی دلیل کی بنیاد پر ہو اور پھیرنے والا واجب الاطاعۃ ہو تو صحیح ہو گا۔ اگر اس کے برعکس ہے تو ساقط الاعتبار اور باطل ہو گا۔"

3۔ قیاس تعلیل اور رائے کا بطلان

المحلی میں ایک مقام پر ابن حزم جمہور کی مخالفت کرتے ہوئے مناہج استدلال میں غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مسئلہ: قیاس رائے اور استحسان کے ذریعے کوئی بھی حکم لگانا جائز نہیں اور نہ ہی رسول ﷺ کے علاوہ کسی اور کے قول کی بنیاد پر شرعی حکم لگانا درست ہے البتہ جب کسی کا قول قرآن وسنتِ صحیحہ کے موافق ہو جائے تو حکم لگایا جا سکتا ہے کیوں کہ مذکورہ صورتوں میں غلبہ ظن پر حکم لگایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"إِنَّ ٱلظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ ٱلْحَقِّ شَيْـًٔا"[16] "بے شک گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا" ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے: "إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الأَنْفُسُ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَى"[17] "وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں حالانکہ بے شک اُن کے پاس اُن کے رب کی طرف سے ہدایت آئی۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث" "گمان سے بچو بے شک گمان سب سے بڑا جھوٹ ہے"۔ ابن حزم کہتے ہیں اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ خبر واحد کے ذریعے کسی بھی حکم کو لینے کی صورت میں تم بھی تو ظن کی پیروی کرتے ہو۔ ہم کہتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ اس صورت میں ہم یقینی حق کی اتباع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ"[18] "بے شک ہم نے اُتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں"۔

Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, ʻAlī bin Aḥmad, al-Aḥkām ilā usūl al-Aḥkām, Dār ul-Āfāq al-Jadīdah, Beirūt, vol.1, p.43

16۔ یونس:٣٦:٣٦

al-Qur'ān 36: 36

17۔ النجم:٢٤:٢٣

al-Qur'ān 24: 23

18۔ الحجر:١٥:٩

دوسرے مقام پر فرمایا: "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ"[19] "اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے" "وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے" اگر یہ اعتراض ہو کہ بینہ اور یمین کے ذریعے حکم لگانے کی صورت میں تم ظن کے مطابق فیصلہ کرتے ہو تو ہم کہتے ہیں ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ ہم یقین کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس چیز کا نص کی صورت میں حکم دیا ہے کسی بھی غیبی امر کا ہمیں مکلف نہیں ٹھہرایا گیا۔
ابن حزم کہتے ہیں جو حکم قیاس کے ذریعے لازم ٹھہرایا وہ جو رائے، استحسان اور کسی کی تقلید میں کہا گیا وہ تین وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے خالی نہ ہو گا۔

1۔ یا تو وہ حکم قرآن اور سنتِ صحیحہ کے موافق ہو گا۔ یہ قرآن و سنت کے ساتھ حکم لگانا ٹھہرا۔ اس صورت میں قیاس رائے یا کسی کے قول کی ضرورت نہیں جو قرآن و سنت کے موافق ہو۔ اور جو کوئی قرآن اور حکم رسول کے مطابق فیصلہ نہ کرے اور قرآن و سنت کے موافق کسی قیاس رائے اور قول کو لے لے وہ ایمان سے نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيمًا"۔[20] "تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اُس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں" یہ ہے وہ جس نے لوگوں کے مابین جھگڑے کی صورت میں حکم رسول کے مطابق فیصلہ نہ دیا مگر اس کے موافق کسی رائے قیاس اور کسی کے قول کی بنیاد پر فیصلہ کر دیا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حَکَم تسلیم کیا اور نہ ہی اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا بلکہ آپ کے فیصلہ پر اپنے جی میں حرج محسوس کیا پس وہ ہمارے رب پر ایمان ہی نہ لایا۔

---

al-Qur'ān 15: 9

19۔ النجم:۵۳:۳

al-Qur'ān 53: 3

20۔ النساء:۴:۶۵

al-Qur'ān 4: 65

2۔ یا تو وہ حکم قرآن اور سنت رسول کے مخالف ہو گا۔ یہ یقیناً گمراہی اور خلاف دین بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا" [21] "یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو"۔ دوسرے مقام پر فرمایا: "وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَه يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا" [22] "جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اُسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا"۔

3۔ یا تو قرآن و سنت میں اُس کے مخالف و موافق کوئی نص موجود نہیں ہو گی۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ یہ عالم سے معدوم ہے اس کے وجود کی کوئی سبیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ"[23] "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دعونی ما ترکتکم فانما هلک من کان قبلکم بکثرة مسئلهم واختلافهم علی انبیائهم فاذا امرتکم بشئ فاتوا منه ما استطعتم وذا نهیتکم عن شئ فاترکوه" [24] "مجھے چھوڑے رکھو جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں بے شک تم سے پہلے لوگ کثرت سوال اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کرنے کے سبب ہلاک ہوئے پس میں تمہیں کسی چیز کا حکم دے دوں اُس میں سے حسب استطاعت لے لو اور جب تمہیں کسی چیز سے منع کر دوں تو اُسے چھوڑ دو"۔

یہ بات یقینا صحیح ہے کہ کوئی بھی حکم ایسا نہیں ہے جس کے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبانی ہمیں دیا ہو اور وہ فرض ہو اور ہم اس کے کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں یا جس کے کرنے سے منع کیا ہو اور وہ

21۔ البقرة:٢:٢٢٩

al-Qur'ān 2: 229

22۔ النساء:٤:١٤

al-Qur'ān 4: 14

23۔ المائدة:٥:٣

al-Qur'ān 5: 3

24۔ البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، دار طوق النجات، الطبعۃ الاولیٰ، ١٤٢٢ھ، رقم الحدیث:٧٢٨٨

Al-Bukhārī, Abu 'Abdullāh Muḥammad Bin Ismā'īl, al-Ṣaḥiḥ al-Bukhārī, Dār Ṭouq al-Nijāt, al-ṭaba'tah al-aolā, 1422, p.7288

حرام نہ ہو یا اس میں امر و نہی کا پہلو نہ ہو کہ جس کا کرنا اور ترک کرنا مباح ہو۔ اور یہ بھی باطل ہے کہ دین سے متعلق کوئی مسئلہ درپیش ہو اور اس کا حل قرآن و سنت میں نہ ہو۔ اگر ایسی صورت پائی گئی قدرت کو منظور نہیں کہ ایسی صورت پائی جائے اور پھر جو کوئی ارادہ کرے گا کہ اس میں اپنی طرف سے کوئی حکم داخل کرے تو اللہ تعالیٰ نے ایسے آدمی کی مذمت فرمادی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْۢ بِهِ اللّٰه"[25] " جنہوں نے اُن کے لیے وہ دین نکال دیا ہے کہ اللہ نے اُس کی اجازت نہ دی"۔

ابن حزم کہتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ ہم پیش آمدہ مسئلے میں قرآن و سنت میں اس مسئلے کی نظائر و امثال کی روشنی میں حل تلاش کرتے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ کہاں تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے یہ تو دین میں ایسی بات کی اختراع ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ" [26] "تو عبرت لو اے نگاہ والو"۔

تو ہم کہتے ہیں ہاں "اعتبرو" کا معنی اعجبوا ہے جیسے اس ارشاد میں ہے۔ "وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةًۭ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ"[27] "
اور بے شک تمہارے لیے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہیں ہم تمہیں پلاتے ہیں اُس چیز میں سے جو اُن کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون کے بیچ میں سے"۔

لفظ "اعتبروا" کا یہ معنی کسی نے نہیں سمجھا کہ "کسی چیز کا وہی حکم لگاو جو اس کی نظیر کا حکم ہے" یہ سراسر تحریف اور کلماتِ قرآنیہ کو ان کے محل سے پھیرنا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" [28] "اور کاموں میں اُن سے مشورہ لو" تو ہم کہیں گے کہ ہاں ان امور میں آپ کو صحابہ کرام سے مشورہ کرنے

25۔ الشوریٰ ۴۲:۲۱

al-Qur’ān 42: 21

26۔ الحشر ۵۹:۲

al-Qur’ān 59: 2

27۔ النحل ۱۶:۶۶

al-Qur’ān 16: 66

28۔ آل عمران:۳:۱۵۹

کا حکم دیا گیا ہے جن کا کرنا اور ترک کرنا آپ کے لیے مباح ہے نہ کہ اس میں کہ دین میں ایسی امور شروع کر لیے جائیں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا۔ اسی طرح اس بارے میں بھی آپ کو مشورہ کا حکم نہیں کہ کسی فرض کو ساقط کر دیں یا حرام کردہ شے کو مباح کر دیں یا حلال کو حرام کر دیں یا غیر واجب کو واجب کر دیں۔ یہ سب حدود اللہ سے تجاوز کرنے اور شریعت میں غیر مامور چیزوں کو شروع کرنا ہے۔

ابن حزم کہتے ہیں کہ اگر ان سب چیزوں کے جواز میں اجماع کا دعویٰ کریں تو ہم کہیں گے یہ جھوٹ اور بہتان ہے بلکہ ان سب کے بطلان پر اجماع ہے کیونکہ ساری امت کا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تصدیق پر اجماع ہے " الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ "۔[29] "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا" اور اس فرمان کی صداقت پر بھی اجماع ہے "أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُول"[30] "حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو"۔

مذکورہ آیت میں قرآن و سنت کے حکم کے علاوہ ہر حکم کو باطل ٹھہرایا گیا ہے۔[31]

4۔ترک تقلید

ابن حزم کہتے ہیں: مجتہد مخطی* اللہ کے نزدیک مقلد مصیب** سے افضل ہے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی تقلید کی مذمت فرمائی ہے۔ ایک مقلد نافرمان ہوتا ہے جبکہ مجتہد اجر پانے والا۔[32]

---

al-Qur'ān 3: 159

29۔ المائدۃ:۵:۳

al-Qur'ān 5: 3

30۔ النساء:۴:۵۹

al-Qur'ān 4: 59

31۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، المحلی بالآثار، دار ابن حزم، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶م، ج۱۲، ص ۱۴۰

Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, 'Alī bin Aḥmad, al-Moḥallā bil Āthār, Dār Ibn-e-Ḥazam, Beirūt, al-ṭaba'tah al-aolā, 2016, vol.12, p.140

اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ابن حزم تمام امت کو اجتہاد کا مکلف ٹھہرا رہے ہیں۔ اس طرح تو لوگوں کے مصالح معطل ہو کر رہ جائیں گے۔ بلکہ ابن حزم کی مراد یہ ہے کہ ایک عامی اور اللہ کے دین کے درمیان کسی امام کے قول کے ذریعے وسائط نہ ہوں۔ جب بھی اہل علم سے ایک عام آدمی کوئی مسئلہ پوچھے تو وہ اسے اللہ کے حکم کے حوالے سے وضاحت کریں نہ کہ کسی امام کے قول سے[33]۔

مخالف کی رائے کو رد کرنے میں ابن حزم کا منہج

ابن حزم کسی بھی مسئلے میں اپنی رائے ذکر کر کے اس پر دلائل قائم کرنے کے بعد مخالفین کی آرا بیان کرتے ہیں اور پھر ان کا رد کرتے ہیں۔ پہلے ان دلائل کو رد کرتے ہیں جن پر مخالف کو اعتماد ہوتا ہے مثلاً احادیث و آثار کو سند اور ان کی دلالت کی جہت سے رد کرتے ہیں۔ اگر مخالف کی دلیل قیاس ہو تو یہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں: القیاس کلہ باطل کہ "ہر قسم کا قیاس باطل ہے" اور اگر قیاس حق بھی ہو تا تو پھر بھی باطل ہے" اجماع کی صورت میں دلیل کو جھٹلا دیتے۔ مخالف کی رائے کو رد کرنے میں ابن حزم کا اسلوب مناظرانہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات مخالف کی جانب سے ایک فرضی اعتراض خود کر کے پھر اس کا جواب دیتے ہیں۔ مثلاً امام اعظم کے نزدیک وضو اور غسل نیت

---

* مجتہد مخطی وہ ہوتا ہے جو کسی شرعی امر میں اپنا اجتہاد کرتا ہے لیکن اُس کا اجتہاد درست ثابت نہیں ہوتا اُس کا حکم یہ ہے کہ اُسے ایک گنا اجر ملے گا کیونکہ اُس نے اجتہاد کیا ہے۔

** مقلد مصیب وہ ہوتا ہے جو خود تو کوئی اجتہاد نہیں کرتا البتہ کسی دوسرے کی تقلید میں درست رائے قائم کرلیتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اسے کوئی اجر نہیں ملے گا۔

32۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، المحلی بالآثار، دار ابن حزم، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶م، ج ۱، ص ۴۹۲؛ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، الاحکام الی اصول الاحکام، دار الآفاق الجدیدہ، بیروت، س ن، ج ۴، ص ۵۹

Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, ‘Alī bin Aḥmad, al-Moḥallā bil Āthār, Dār Ibn-e-Ḥazam, Beirūt, al-ṭaba‘tah al-aolā, 2016, vol.1, p.492؛ Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, ‘Alī bin Aḥmad, al-Aḥkām ilā usūl al-Aḥkām, Dār ul-Āfāq al-Jadīdah, Beirūt, vol.4, p.59

33۔ ابو زھرہ، محمد، ابن حزم، دار الفکر العربی، القاہرہ، ۱۴۳۵ھ، ۲۰۱۴م، ص ۲۷۴، ۲۷۵

Abu Zahrah, Muḥammad, Ibn-e-Ḥazam, Dār ul-fikar al-‘Arabi, al-Qahirah, 2014, p.274,275

کے بغیر بھی ہو جاتے ہیں۔اس مسئلے پر ابن حزم اعتراض وارد کرتے ہوئے کہتے ہیں: اگر حنفیہ یہ اعتراض کریں کہ تیمم کے متعلق باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:"فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا" [34] "تو پاک مٹی سے تیمم کرو"کہ تیمم کے لیے نیت جس طرح ضروری ہے وضو اور غسل کے لیے اُسے ضروری قرار نہیں دیا گیا۔تو ہم کہیں گے ہاں تو پھر کیا ہوا؟۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فاغْسِلُو" [35] "جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھو"اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ نماز کی نیت سے دھونا ہو گا تو صحیح ہو گا۔[36]

3۔ابن حزم کا حدیث سے استدلال کا منہج

ابن حزم فقیہ ہونے کے ساتھ ایک محدث بھی تھے۔حدیث میں ان کا منہج واسلوب درج ذیل خصوصیات کا حامل ہے:

1۔ابن حزم وسعتِ روایت میں مشہور ہیں۔اس بات پر ان کے تمام مترجمین متفق ہیں۔یہاں تک کہ انہیں وسیع الروایۃ ہونے میں ابن جریری طبری کا ہم پلہ قرار دیا ہے۔

2۔ابن حزم روایات کی سند کو بڑے اہتمام سے ذکر کرتے ہیں۔بعض اوقات ایک حدیث کو مختلف طرق سے لاتے ہیں اور وہ بھی ساری مسند ہوتی ہیں۔المحلی کی ابتدائی جلدوں میں ابن حزم نے اس کا التزام کیا ہے پھر بعد میں خوف طوالت کی وجہ سے اسناد کو حذف کرتے گئے ہیں اور سند کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ فلاں مقام پر پوری سند موجود ہے۔

کتانی کہتے ہیں کہ ابن حزم کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ہزاروں میں ہے ان میں سے تقریباً سات سو احادیث کی میں نے تجرید کی ہے جن کی سند ابن حزم کے واسطے سے نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ اور تابعین تک

---

[34] المائدۃ:٥:٦

al-Qur'ān 5: 6

[35] ایضاً

Ibid

[36]۔ابن حزم،ابو محمد،علی بن احمد،المحلی بالآثار،دار ابن حزم،بیروت،الطبعۃ الاولیٰ،١٤٣٧ھ،٢٠١٦م،ج٢،ص ١٢

Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, 'Alī bin Aḥmad, al-Moḥallā bil Āthār, Dār Ibn-e-Ḥazam, Beirūt, al-ṭaba'tah al-aolā, 2016, vol.2, p.12

جاتی ہے۔ یہ تجرید شدہ احادیث ان احادیث میں سے ہیں جو اندلس کے چار حفاظِ حدیث کی سند سے جاتی ہیں۔ یہ چار حفاظِ حدیث مغربی بلادِ اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں جس طرح بخاری، مسلم، ابو داود اور امام نسائی مشرقی بلادِ اسلامیہ سے ہیں۔[37]

2۔ ابن حزم حدیثِ مرسل سے احتجاج کے قائل نہیں ہیں۔ مرسل حدیث ان کے نزدیک منقطع ہے۔ ابن حزم کہتے ہیں موقوفاً اور مرسل حدیث کے ساتھ حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ مرسل وہ روایت ہوتی ہے جس کے راویوں کے درمیان کوئی مجہول راوی آجائے یا راوی اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان غیر معروف راوی ہو[38]۔

3۔ ابن حزم کے نزدیک حدیثِ ضعیف سے حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ ابن حزم کہتے ہیں کہ جس نے ہماری کتاب المحلی کا مطالعہ کیا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ ہم حدیث صحیح سے استدلال کرتے ہیں اور ثقہ راویوں سے وہ روایت کرتے ہیں جو مسند ہو اگر کوئی ضعیف حدیث لائے ہیں تو اس کا ضعف بیان کر دیا ہے اور اسی طرح منسوخ روایت کے نسخ کو بھی واضح کر دیا ہے[39]۔

4۔ ابن حزم کسی بھی حدیث کی تضعیف میں سرعت اور جلد بازی سے کام لیتے ہیں۔ راویانِ حدیث پر حکم لگانے میں اکثر ائمہ جرح و تعدیل کی مخالفت کرتے ہیں۔ ابن عبد الهادی (۷۰۵ھ۔۷۴۴ھ) کہتے ہیں:" حدیث کی تصحیح و تضعیف اور رواۃ پر حکم لگانے کے سلسلے میں ابن حزم اکثر وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔[40]

37۔ الکتانی، محمد المنتصر باللہ، معجم فقہ ابن حزم الظاہری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۲۰۰۹م، ص ۲۸

Al-Katānī, Muḥammad al-Muntaṣir Billāh , Mo'jam Fiqha Ibn-e-Ḥazam al-Ẓāhrī, Dār ul-kutab al-'Ilmiyah, Beirūt, al-ṭaba'tah al-aolā, 2009, p.28

38۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، المحلی بالآثار، دار ابن حزم، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶م، ج ۱، ص ۴۵۳

Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, 'Alī bin Aḥmad, al-Moḥallā bil Āthār, Dār Ibn-e-Ḥazam, Beirūt, al-ṭaba'tah al-aolā, 2016, vol.1, p.453

39۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، المحلی بالآثار، دار ابن حزم، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶م، ج ۱، ص ۲۹۲

Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, 'Alī bin Aḥmad, al-Moḥallā bil Āthār, Dār Ibn-e-Ḥazam, Beirūt, al-ṭaba'tah al-aolā, 2016, vol.1, p.292

40۔ الصالحی، محمد بن احمد، طبقات علماء الحدیث، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ، ۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶م، ج ۲، ص ۳۴۹

ابن حزم ثقہ راویوں کو مجہول قرار دے دیتے ہیں۔ ایک راوی جو مشہور ہے مگر ابن حزم اسے نہیں جانتے اسے بھی مجہول کہہ دیتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی(٧٧٣ھ-٨٥٢ھ)احمد بن علی اسلم کے تعارف میں کہتے ہیں:"قال ابن حزم: مجهول!وهو الآبار الحافظ المتقدم وهذه عادة ابن حزم اذا لم يعرف الراوى يجهله ولو عبربقوله : لا اعرفه لكان انصف لكن التوفيق عزيز"[41] "ابن حزم کہتے ہیں کہ وہ مجہول ہیں حالانکہ وہ بہت پارسا اور اعلیٰ درجے کے حافظ حدیث ہیں۔ یہ ابن حزم کی عادت ہے کہ جب وہ کسی راوی کو نہیں جانتے ہوتے تو اُسے مجہول قرار دے دیتے ہیں۔ اگر وہ "لا اعرفہ" کہہ دیتے تو یہ انصاف کے قریب تھا"۔

خبر واحد سے اخذ کرنے کے بارے میں ابن حزم کہتے ہیں کہ دین اسلام جس کا حصول ہر ایک کے لیے ضروری ہے وہ قرآن سے لیا جائے گا یا رسول اللہ ﷺ سے مروی صحیح حدیث ہے اس روایت کو یا تو امت کے جمیع علماء نے روایت کیا ہو گا۔ اور یہ اجماع ہے یا تو وہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ایک جماعت نے نقل کی ہو گی۔ اور یہ سب کے نقل کرنے کے مترادف ہو گا۔ اور یا ثقہ راوی ایک ایک کر کے روایت کرتے چلے جائیں اور رسول اللہ ﷺ تک سند منتہی ہو[42]۔

الاحکام کے اندر ابن حزم لکھتے ہیں" حسین بن علی کرابیسی(٢٤٥ھ م)اور حارث بن اسد محاسبی(٢٤٣ھ م)وغیر ھم ائمہ سے نقل کیا گیا ہے کہ ایسی خبر واحد جسے عادل راوی اپنی مثل عادل سے روایت کرے اور س کا سلسلہ سند رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچے، ایسی خبر علم و عمل دونوں کو ثابت کرتی ہیں اور ہماری بھی یہی رائے ہے۔[43]

Al-Ṣāliḥī, Muḥammad bin Aḥmad, Ṭabqāt 'Ulamā' al-Hadīth, Mo'assisatah al-Risālatah, Beirūt, al-ṭaba'tah, 1996, vol.2, p.349

41۔ العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، لسان المیزان، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ٢٠٠٢م، ج١، ص ٢٣٢

Al-'Asqalānī, Aḥmad bin 'Alī bin Ḥajar, Lisān ul-Mīzān, Dār ul-Bashā'ir al-Islāmiyah, Beirūt, al-ṭaba'tah al-aolā, 2002, vol.1, p.232

42۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، المحلی بالآثار، دار ابن حزم، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ١٤٣٧ھ، ٢٠١٦م، ج١، ص ٤٥١

Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, 'Alī bin Aḥmad, al-Moḥallā bil Āthār, Dār Ibn-e-Ḥazam, Beirūt, al-ṭaba'tah al-aolā, 2016, vol.1, p.451

43۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، الاحکام الی اصول الاحکام، دار الآفاق الجدیدہ، بیروت، س ن، ج١، ص ١١٩

ابن حزم کے نزدیک حدیث رسول اور اقوال صحابہ کے درمیان تطبیق خارج از امکان ہے۔ المحلی میں ایک جگہ لکھتے ہیں "کہ ہم اعلان کرتے ہیں اور چیخ چلا کر کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی رائے ہم نہیں لیں گے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے برعکس مروی ہو اس وقت ان کی رائے سے اخذ کرنا جائز بھی نہیں اور نہ کوئی یہ کہے اس مسئلے میں ان دونوں حضرات نے رسول اللہ ﷺ کی کسی سنت کو چھپالیا ہے۔[44]

8۔ اسانید پر تعلیق کے سیاق میں ابن حزم امامت اور سیاستِ شریعہ سے متعلق مسائل بھی ذکر کر گئے ہیں۔

خلاصہ بحث

ابن حزم کی المحلی کو شدید تنقید کا سامنا رہا ہے۔ اس میں درج مسائل کو قبول بھی کیا گیا ہے اور بہت سارے مسائل کا رد بھی کیا گیا ہے۔

درج ذیل وجوہ کی بنا پر اہل علم نے اس کتاب پر تنقید کی ہے۔

1۔ ابن حزم کے اسلوب کی حدت اور مخالفین کے بارے میں ان کی شدت کی وجہ سے ان پر سخت تنقید ہوئی۔ امام ذھبی نے کہا:

آئمہ متقدمین کے بارے میں ابن حزم کا رویہ مودبانہ نہیں رہا ہے۔ ان کی عبارات میں عیب نکالے۔ خود ان کی ذاتوں پر نکتہ چینی کی۔ جس کی جزا انہیں اس انداز میں ملی کہ ائمہ دین نے ان کی کتابوں سے اعراض کیا اور ان سے متنفر ہو کر انہیں جلا دیا۔ اور انہیں جلاوطن کر دیا۔[45]

Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, ʻAlī bin Aḥmad, al-Aḥkām ilā usūl al-Aḥkām, Dār ul-Āfāq al-Jadīdah, Beirūt, vol.1, p.119

44۔ ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد، المحلی بالآثار، دار ابن حزم، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶م، ج ۴۱، ص ۱۴۰

Ibn-e-Ḥazam, Abu Muḥammad, ʻAlī bin Aḥmad, al-Moḥallā bil Āathār, Dār Ibn-e-Ḥazam, Beirūt, al-ṭabaʻtah al-aolā, 2016, vol.41, p.140

45۔ الذھبی، شمس الدین، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، دار الحدیث، القاھرہ، الطبعۃ، ۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶م، ج ۱۸، ص ۱۸۶

Al-Ḍahbī, Shamas ul-Dīn, Muḥammad bin Aḥmad, Sīyar Aʻlām al-Nubalā', Dār ul-Hadīth, al-Qāhirah, al-ṭabaʻtah, 2006, vol.18, p.186

2۔ بعض مسائل میں ابن حزم کی شاذ آراء ان کی مخالفت کا سبب بنیں۔ ابن قیم کہتے ہیں: ابو محمد ابن حزم اپنے مزاج کی سختی، نصوص کے ظاہری تمسک میں شدت اور معانی، مناسبات، حکم اور علل شریعہ کو لغو ٹھہرانے کی وجہ سے عشق، نظر بازی اور تفریحات محرمہ میں مبتلا ہو گئے اور اس باب کو بہت وسعت دی۔ اس کے مقابلے میں مناسبات، معانی اور حکم شریعہ کے باب کو بہت تنگ کر دیا۔ گویا افراط و تفریط کا شکار ہو گئے[46]۔

3۔ علم منطق اور فلسفہ سے متاثر ہونا ابن حزم پر تنقید کا باعث بنا۔ امام ذھبی فرماتے ہیں۔ ابن حزم نے ابتداً ادب، اخبار، شعر، منطق اور فلسفہ میں مہارت حاصل کی۔ ان علوم سے وہ حد درجہ متاثر ہوئے۔ میں نے ان کی ایک کتاب دیکھی جس میں وہ علوم منطقیہ کی ترغیب دیتے نظر آتے ہیں اور علم منطق کو دیگر علوم سے ترجیح دیتے ہیں۔[47]

4۔ بعض مسائل صفات میں ابن حزم کا مذہب اہل سنت سے خروج ان کی مخالفت کا سبب بنا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) کہتے ہیں:

ابو محمد ابن حزم اگرچہ ایمان اور قضاو قدر کے مسائل میں دیگر علماء سے مضبوط تھے۔ علم حدیث کو زیادہ جانتے تھے، علم حدیث اور محدثین کی تعظیم بھی باقیوں کی نسبت زیادہ کرتے تھے۔ لیکن، فلاسفہ اور معتزلہ کے اقوال کو مسائل صفات میں شامل کرنے کی وجہ سے اصحاب حدیث کی معنوی طور پر مخالفت کر گئے ہیں۔ گویا لفظوں میں اصحابِ حدیث کے موافق ہیں اور معانی میں معتزلہ و فلاسفہ کے موافق ہیں۔[48]

5۔ راویوں پر حکم لگانے میں وہم کا شکار ہوئے اور غیر معروف راوی کو مجہول قرار دے دیا یہ بھی تنقید کا موجب بنا۔

6۔ بعض علماء نے ابن حزم پر اس لیے بھی تنقید کی ہے کہ مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب کا التزام نہیں کیا۔

46۔ ابن قیم، الجوزیۃ، محمد بن ابی بکر، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ، ۱۴۰۳ھ، ۱۹۸۳م، ص ۱۳۰

Ibn-e-Qayyim, al-Joziyatah, Muḥammad bin Abī Bakar, Dār ul-kutab al-'Ilmiyah, al-ṭaba'tah, 1983, p.130

47۔ الذھبی، شمس الدین، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، دار الحدیث، القاھرہ، الطبعۃ، ۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶م، ج ۱۸، ص ۱۸۶

Al-Ḍahbī, Shamas ul-Dīn, Muḥammad bin Aḥmad, Sīyar A'lām al-Nubalā', Dār ul-Hadīth, al-Qāhirah, al-ṭaba'tah, 2006, vol.18, p.186

48۔ مجموع الفتاوی، الحرانی، احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ، مجمع الملک فہد، المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ، ۱۴۱۶ھ، ۱۹۹۵م، ج ۴، ص ۱۹

Majmū' al-Fatāvā, al-Ḥarānī, Aḥmad bin 'Abd ul-Ḥalīm bin Taimiyah, Majma' al-Malik Fahad, al-Madīnatah al-Munawarah, al-ṭaba'tah, 1995, vol.4, p.19

نتائج:

ابن حزم کے منہج استدلال کے مطالعہ سے درج ذیل نتائج أخذ ہوئے کہ

۱) ابن حزم کا منہج استدلال جمہور فقہا سے مختلف ہے۔ تعلیل، قیاس اور استحسان سے استدلال کو جائز نہیں سمجھتے۔ کثرت روایت کے حوالے سے دیگر فقہا سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ کسی بھی مسئلہ کے متعلق نص نہ ہونے کی صورت میں دلیل سے کام لیتے ہیں۔ دلیل ابن حزم کا خاص ماخذ ہے۔

۲) اپنے مدمقابل اور خصم کی دلیل کو جس انداز سے ابن حزم رد کرتے ہیں وہ دوسرے فقہاء کے ہاں نہیں ملتا۔

تجاویز وسفارشات:

۱) ابن حزم اور آئمہ اربعہ کے منہج استدلال کا تقابل تفصیلا پیش کیا جائے اور مشترکات کو مرتب صورت میں ذکر کیا جائے۔ عصر حاضر کے پیش آمدہ اجتہادی مسائل کے حل کے لیے پھر ان سے استفادہ کیا جائے۔

۲) معاصر فقہاء نے کس حد تک ابن حزم کے منہج استدلال سے کام لیا ہے۔۔۔اس پر بھی تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے۔

۳) فقہ ظاہری اور ابن حزم کے منہج استدلال کو شامل مطالعہ کیا جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.